بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گھروں میں جمعہ سے متعلق

چند فتاویٰ

مخصوص اعذار و حالات کی صورت میں گھروں وغیرہ میں
نمازِ جمعہ پڑھنے کے جائز ہونے سے متعلق
دارُ العلوم دیوبند، بنوری ٹاؤن وغیرہ کے چند فتاویٰ

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	
3	''دار العلوم دیوبند'' کا فتویٰ	
9	''دارُ العلوم دیوبند'' کا ایک اور فتویٰ	
14	جامعۃُ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا فتویٰ	
15	جامعۃُ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا دوسرا فتویٰ	
17	جامعۃُ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا تیسرا فتویٰ	
19	جامعۃُ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا چوتھا فتویٰ	
20	جامعۃُ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا پانچواں فتویٰ	
22	''دارُ العلوم زکریا'' جنوبی افریقہ کا فتویٰ	

”دارالعلوم دیوبند“ کا فتویٰ

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

حضرات مفتیانِ کرام، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ملک کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر نمازِ جمعہ کے سلسلہ میں پہلے یہ ہدایت دی گئی تھی کہ مساجد کے اندر تو امام، مؤذن اور دو، تین افراد مل کر نمازِ جمعہ ادا کرلیں، اور باقی حضرات اگر کسی کے مکان کی بیٹھک، یا باہری کمرہ، میں اذنِ عام کی شرط کے ساتھ جمعہ ادا کرسکتے ہوں، یعنی انتظامیہ کی طرف سے کسی پریشانی کا اندیشہ وغیرہ نہ ہو، تو جمعہ ادا کریں، اور جن لوگوں کے لئے جمعہ کی صورت نہ بن سکے، تو وہ اپنے اپنے گھروں پر انفرادی طور پر ظہر کی نماز پڑھیں، اور دارالافتاء سے مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری اور مفتی زین الاسلام صاحب نے بھی آڈیو فون پر لوگوں کو یہی مسئلہ بتایا، میں نے اپنی آڈیو میں ان دونوں حضرات کا حوالہ بھی دیا تھا۔

پھر جمعہ کو دارالعلوم کے مفتیانِ کرام نے بھی باہمی مشورے سے یہی طے کیا تھا، جس کا مجھے علم نہ ہوسکا۔ اس کے بعد جمعہ کو بعض اہلِ علم اور مفتیانِ کرام کی رائے، اس کے خلاف سامنے آئی، اس لئے میں نے اُن حضرات کی تحریر کی بنیاد پر ”نمازِ جمعہ سے متعلق ضروری وضاحت“ کے عنوان سے ایک تحریر جاری کردی، جمعہ کا دن تھا، اور جمعہ کا وقت قریب تھا، اس لیے آپ حضرات سے مشورہ نہیں کیا جاسکا، اور اب اکثر اہلِ علم نے اُن حضرات کی تحریر پر بے اطمینانی کا اظہار کیا ہے، پس ایسی صورت میں آپ حضرات درجِ ذیل مسائل کے سلسلہ میں تحریری طور پر دارالافتاء کے موقف سے مطلع فرماکر ممنون فرمائیں، تاکہ آئندہ لوگوں کو اسی کے مطابق عمل کی ہدایت دی جائے۔

(1) ملک کی موجودہ صورتِ حال میں مساجد اور غیر مساجد میں جمعہ کے باب میں حکمِ شرعی کیا ہے؟

(2) جن لوگوں کے لئے جمعہ کی کوئی صورت نہ بن سکے، وہ ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں گے، یا انفرادی طور پر؟

مہتمم دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۱۴۴۱ھ=۲۹/۳/۲۰۲۰

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللّٰہ التوفیق:

(1): کورونا وائرس کو لے کر پورے ملک میں جو لاک ڈاؤن ہوا ہے، اُس کے پیشِ نظر، حالات کی بحالی تک، مساجد، یا غیر مساجد میں جمعہ کے سلسلہ میں درجِ ذیل تفصیل ہوگی:

الف......: جن شہروں، قصبات یا بڑے گاؤں میں جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہیں، اور وہاں کی مساجد میں باقاعدہ جمعہ ہوتا آ رہا ہے، وہاں موجودہ صورتِ حال میں انتظامیہ (پرشاسن) کی طرف سے، جتنے افراد کی اجازت ہو، اُن کے ساتھ جمعہ قائم کیا جائے، بہ شرطیکہ امام کے علاوہ کم از کم تین مرد مقتدی ہوں۔ [1]

اور اگر کسی شہر یا قصبہ میں موجودہ صورتِ حال سے پہلے، وہاں کی بعض مساجد میں جمعہ ہوتا تھا، اور بعض میں نہیں، تو جن مساجد میں جمعہ نہیں ہوتا تھا، وہاں بھی حالات کی بحالی تک (انتظامیہ کی اجازت کے مطابق) چار، پانچ افراد کے ساتھ جمعہ ادا کرلیا جائے، تاکہ کچھ لوگوں کا جمعہ وہاں ہوجائے۔ [2]

اور ملک کی موجودہ صورتِ حال میں مساجد میں جو پانچ، چھ سے زائد لوگوں کو منع کیا جارہا ہے، یہ قانونی مصلحت اور حکومتی پابندی کی بناء پر ہے، اور ایسی ممانعت اذنِ عام کے منافی

---

[1] یہ حنفیہ کے راجح قول کے مطابق حکم ہے۔ محمد رضوان خان۔

[2] اس فتوے میں جمعہ کے اسلامی شعار کو قائم اور وسیع کرنے پر زور دیا گیا ہے، اور جہاں تک ممکن ہو، اسی کے مطابق، اس شعار کو ادا کرنے اور بڑھانے کا اہتمام کیا گیا ہے، جو اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے۔ محمد رضوان خان۔

نہیں ہوتی، کیونکہ مقصد لوگوں کو نمازِ جمعہ سے روکنا نہیں ہے، بلکہ قانون شکنی کی صورت میں ہونے والی بڑی پریشانیوں سے بچنا ہے۔

أما اذا كان لمنع عدو يخشى دخوله وهو فى الصلاة فالظاهر وجوب الغلق، ١٥. حلبى (حاشية الطحطاوى على الدر، ١: ٣٤٤، ط: مكتبة الاتحاد، ديوبند)

قوله: "لم تنعقد": يحمل على ما اذا منع الناس لا ما اذا كان لمنع عدو أو لقديم عادة، وقد مر (المصدر السابق، ١: ٣٤٤، ط: مكتبة الاتحاد، ديوبند)

امدادُالفتاویٰ میں ہے:

اذنِ عام ہونا بھی منجملہ شرائطِ صحتِ جمعہ ہے، جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ خود نماز پڑھنے والے کو روکنا، وہاں مقصود نہ ہو، باقی اگر روک ٹوک کسی اور ضرورت سے ہو، وہ اذنِ عام میں مخل نہیں (امداد الفتاویٰ، ۱: ۶۱۴، مطبوعہ: مکتبہ زکریا، دیوبند)

امدادُاحکام میں ہے:

اگر چھاؤنی یا قلعہ میں جمعہ ادا کیا جائے، تو جائز ہے، گو چھاؤنی اور قلعے میں دوسرے لوگ نہ آسکتے ہوں، کیونکہ مقصود نماز سے روکنا نہیں ہے، بلکہ انتظام مقصود ہے (امداد الاحکام، ۱: ۷۵۱، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم، کراچی)

ب......: محلّہ کے جو لوگ مسجد میں جمعہ ادا نہ کرسکیں، اور وہ اپنی بیٹھک، یا باہری کمرے میں انتظامیہ کی طرف سے کسی پریشانی یا روک ٹوک کے بغیر، اذنِ عام کے ساتھ جمعہ قائم کرسکتے ہوں، یعنی: آس پاس والوں کو جمعہ کی اطلاع کردی جائے، تاکہ جو کوئی جمعہ میں آنا چاہے، آسکے، اگرچہ قانونی مصلحت اور حکومتی پابندی کی وجہ سے پانچ کے بعد مزید لوگوں کو منع کردیا جائے، تو وہ حضرات بھی امام کے علاوہ کم از کم تین بالغ مرد مقتدیوں کو لے کر مختصر خطبہ اور

مختصر قرائت کے ساتھ جمعہ ہی ادا کریں، اور اگر کسی جگہ انتظامیہ کی طرف سے کسی پریشانی یا روک ٹوک کا اندیشہ ہو، تو جمعہ سے پہلے زبانی بات چیت کے ذریعہ انہیں اعتماد میں لے لیا جائے۔ [1]

اور بطور احتیاط درجِ ذیل دو باتوں کا مزید لحاظ رکھا جائے:

ایک: جو شخص اپنے گھر کی بیٹھک یا باہری کمرے میں آس پاس کے تین، چار لوگوں کے ساتھ جمعہ قائم کرنا چاہے، وہ خطرات اور اندیشوں کے سلسلے میں محض اپنی رائے پر بھروسہ نہ کرے، بلکہ ایک، دو مقامی علماء اور حالات وواقعات پر گہری نظر رکھنے والے اہلِ محلّہ سے بھی مشورہ کرلے۔

دوسری بات: آئندہ کے حالات کے بارے میں فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا، اس لئے ہر جمعہ کو بیٹھک، یا باہری کمرے میں جمعہ قائم کرنے میں خاص اُس دن کے حالات مدنظر رکھے جائیں، حالات سے صرفِ نظر کرکے کسی سابقہ جمعہ کو نظیر نہ بنایا جائے، یعنی اگر کسی جمعہ میں حالات زیادہ سخت ہوجائیں، تو اُنہیں مدنظر رکھا جائے۔

ج......: اور جو حضرات اپنی بیٹھک یا باہری کمرے میں اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق جمعہ قائم نہ کرسکیں، خواہ اس وجہ سے کہ کوئی جمعہ پڑھانے والا میسر نہ ہو، یا انتظامیہ کی طرف سے کسی پریشانی، یا روک ٹوک کا اندیشہ ہو، اور انتظامیہ کو اعتماد میں نہ لیا جاسکے، یا کسی کی طبیعت

---

[1] ہمارے نزدیک مذکورہ تفصیل کے ساتھ بھی جمعہ جائز ہے، لیکن تعددِ جمعہ کے مفتیٰ بہٖ ہونے اور اس کے مطابق ہی جمعہ کے معمول بہ ہونے کی صورت میں، آس پاس والوں کو جمعہ کی اطلاع کرنے، یا اعتماد میں لینے کی بھی ضرورت نہیں، بالخصوص جبکہ اپنے گھر کے چار پانچ افراد کے علاوہ، آس پاس کے لوگ مسلمان بھی نہ ہوں۔

کیونکہ جب ایک چیز کی فقہی راستہ میں گنجائش موجود ہو، تو اس تکلف میں پڑنا ضروری نہ ہوگا، جبکہ اس تکلف کی حیثیت بھی زبانی جمع خرچ تک محدود ہو، اور اس میں قانون شکنی وغیرہ کی وجہ سے خطرات کا بھی اندیشہ ہو، اس لیے ہمارے نزدیک نہ تو بیٹھک میں جمعہ پڑھنے کا تکلف اختیار کرنے کی ضرورت ہے، اور نہ ہی باہری کمرے میں پڑھنا ضروری ہے، بلکہ جس جگہ جمعہ پڑھنے میں سہولت ہو، وہاں ادا کرلینا کافی ہے۔

ممکن ہے کہ چار افراد، ایسی جگہ موجود ہوں، جہاں نہ باہری کمرہ ہو، اور نہ ہی بیٹھک ہو، مثلاً بالائی منزل، یا کسی فلیٹ میں ہوں، یا وہ ایک کمرہ کے اندر موجود ہوں، اور بیرونی بیٹھک وغیرہ موجود ہی نہ ہو، یا باہر کی طرف جو صحن، یا جگہ یا کمرہ وغیرہ ہے، وہ جمعہ پڑھنے کے قابل ہی نہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔ محمد رضوان خان۔

پر خوف وہراس غالب ہو، یاامام کے علاوہ مرد مقتدی صرف ایک یادوہوں، وہ حضرات شریعت کی نظر میں معذور ہوں گے،اوراُن کے لئے جمعہ کی جگہ ظہر پڑھنا بلا کراہت درست ہوگا،کیونکہ اسلام میں اپنے کو پریشانی میں ڈالنے کا حکم نہیں ہے،اورنہ اس کی اجازت ہے۔

(2): شہر،قصبہ یابڑے گاؤں میں،جن لوگوں کے لئے جمعہ کا نظم نہ ہوسکے،یاوہ کسی عذر کی بناء پر،یابلاعذر جمعہ نہ پڑھ سکیں،وہ ظہر کی نماز تنہا،تنہا پڑھیں گے،جماعت کے ساتھ نہیں، کیونکہ جس بستی میں جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہوں،اور وہاں جمعہ قائم ہوتا ہو،خواہ ایک جگہ، یامتعدد جگہ، نیز بڑی جماعت کے ساتھ یا چھوٹ چھوٹی جماعت کے ساتھ، وہاں معذور، یاغیر معذور ہرایک کے لئے ظہر کی نماز باجماعت مکروہ ہے،فقہ حنفی کی تمام بنیادی کتابوں اور اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ میں ایسا ہی ہے،اور فقہی دلائل کی بنیاد پر یہی صحیح ہے،اور جولوگ ظہر باجماعت کی اجازت دیتے ہیں،اُن کی رائے پر اکثر اہلِ علم واصحابِ فتویٰ کاعدمِ اطمینان بجا ہے۔

"قوله: وصورة المعارضة": لأن شعار المسلمين فى هذا اليوم صلاة الجمعة، وقصد المعارضة لهم يؤدى إلى أمر عظيم فكان فى صورتها كراهة التحريم رحمتى (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ۳:۳۳، ط: مكتبة زكريا، ديوبند،۵:۶۸،ت:الفرفور، ط:دمشق) [1]

اور جن چھوٹے گاؤں میں جمعہ کی شرائط نہیں پائی جاتیں، وہاں کے باشندگان، حسبِ معمول، جمعہ کے دن بھی مسجد،یااپنے اپنے گھروں میں ظہر کی نماز باجماعت ادا کریں گے،انہیں ظہر کی نماز تنہا،تنہا پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

ومن لاتجب عليهم الجمعة من أهل القرى والبوادى لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان واقامة (الفتاوى الخانية على

---

[1] اس طرح کی متعدد عبارات ہم بھی اپنے ایک مفصل مضمون میں ذکر کرچکے ہیں،اورہم اس موقف کو ہی عندالحنفیۃ راجح سمجھتے ہیں۔محمد رضوان خان۔

هامش الهندية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ۱:۱۴۷، ط:المطبعة الكبریٰ الامیریة، بولاق، مصر)

(قوله: فی مصر): أما فی حق أهل السواد فغیرمکروہ، لانه لاجمعة علیهم (حاشیة الطحطاوی علی الدر، ۱: ۳۴۶، ط:مکتبة الاتحاد، دیوبند)

واضح رہے کہ دونوں سوالوں کے جواب میں فقہ حنفی کے بنیادی مراجع اور اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ اور اختلاف کی صورت میں راجح قول کا لحاظ کیا گیا ہے، البتہ تطویل سے بچنے کے لئے صرف اہم وضروری حوالہ جات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فقط

واللہ تعالیٰ أعلم۔

نعمان سیتاپوری غازی

۶/۸/۱۴۴۱ھ=۱/۴/۲۰۲۰ء، چہارشنبہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمود حسن بلند شہری غفرلہ	حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ	وقار علی غفرلہ
۶/۸/۴۱ھ	۶/۸/۱۴۴۱ھ	۶/شعبان ۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح:

زین الاسلام

۶/۸/۱۴۴۱ھ

(https://www.darulifta-deoband.com/home/ur/Salah-Prayer/178077)

’’دارُالعلوم دیوبند‘‘ کا ایک اور فتویٰ

آج مورخہ 24/شعبان/ 1441ھ، کو’’دارالعلوم دیوبند‘‘ کا ایک اور فتویٰ بھی موصول ہوا، جس میں سابق فتویٰ ہی کی تائید کی گئی ہے، اوراس میں بعض اُن شبہات کا بھی جواب دیا گیا ہے، جو موجودہ حالات میں جمعہ کے عدمِ صحت کے بعض قائلین کی طرف سے پیش کیے جارہے ہیں، اور’’امدادُ الاحکام‘‘ کی عبارت کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے، جس کے متعلق تفصیلی کلام ہم اپنے مضمون میں کرچکے ہیں’’دارالعلوم دیوبند‘‘ کا یہ دوسرا حالیہ فتویٰ بھی حنفیہ کے اصولی موقف کی تائید کرتا ہے، اس لیے تتمیماً للفائدہ، ذیل میں اس کو بھی مع سوال کے نقل کرنا مناسب سمجھا گیا۔ محمد رضوان۔

باسمہٖ تعالیٰ

سوال

مفتی صاحب! آپ حضرات نے مساجد کے علاوہ گھر کی بیٹھک، یا باہری کمرہ میں حسبِ شرائط، جو جمعہ قائم کرنے کے لیے فرمایا ہے، یہ تو فقہ کے اس جزئیہ کے خلاف ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ اگر شہر والوں کا جمعہ فوت ہوجائے، تو وہ اذان واقامت کے بغیر تنہا تنہا ظہر پڑھیں گے، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو گھروں کی بیٹھک وغیرہ میں جمعہ نہیں کرنا چاہیے، ورنہ فقہاء یہ فرماتے کہ’’اولاً جمعہ کی کوشش کی جائے، اور اگر جمعہ کی کوئی صورت نہ بن سکے، تو اذان واقامت کے بغیر ظہر تنہا تنہا پڑھی جائے‘‘

اور بعض اہلِ علم نے بھی اس اہم پہلو کی طرف متوجہ فرمایا ہے، آپ حضرات سے بھی غور وفکر کی درخواست ہے۔

مستفتی: حکمتُ اللہ حنیف قاسمی، ہرات، افغانستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللّٰہ التوفیق.

سوال میں جس پہلو کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، الحمد للہ! دارالعلوم کے فتوے کی تیاری میں اس پہلو کو بھی مدِ نظر رکھا گیا تھا، لیکن فتوے میں اگر اس طرح کے تمام پہلوؤں پر بحث کی جاتی ہے، تو فتویٰ بہت طویل ہو جاتا ہے، اور خالی الذہن کے لیے مشکل و دقیق بھی ہو جاتا ہے، اس لیے ان سب باتوں کی طرف اشارے کے لیے فتوے کے اخیر میں صرف یہ لکھ دیا گیا تھا کہ:

''واضح رہے کہ دونوں سوالوں کے جواب میں فقہ حنفی کے بنیادی مراجع اور اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ اور اختلاف کی صورت میں راجح قول کا لحاظ کیا گیا ہے، الخ''

اور اب جب آپ مستقل سوال کر رہے ہیں، تو اس پہلو سے متعلق وضاحت پیشِ خدمت ہے:

جس بستی میں جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہوں، وہاں اگر کچھ لوگوں کا جمعہ فوت ہو جائے، تو وہ اولاً جمعہ کے قیام کی کوشش کریں، اور اگر جمعہ کے قیام کی کوئی شکل نہ بن سکے، تو ظہر کی تنہا تنہا نماز پڑھیں (جماعت سے نہیں)

اور فقہ کا پیش کردہ جزئیہ، اسلامی ممالک کے ساتھ خاص ہے، جہاں اذنِ سلطان کے بغیر جمعہ قائم نہیں ہو سکتا، کیونکہ فقہ حنفی کی اکثر عربی کتابیں اسلامی سلطنت والے ممالک میں تصنیف کی گئی ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی نے اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں ایسا ہی فرمایا ہے، ذیل میں حضرت مفتی صاحب کے جواب کا ضروری خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

قواعد سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مصر میں کم از کم چار شخص جمعہ سے رہ جاویں، تو وہ جمعہ کی نماز دوسری مسجد میں پڑھ لیں، الخ۔

مگر جزئیہ کوئی نہیں ملا۔ بلکہ روایاتِ مذکورہ بالا سے بظاہر اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں تنہا تنہا ظہر پڑھیں۔

لیکن خلافِ قواعد ہونے کی وجہ سے ان روایتوں میں تاویل کی جاوے گی۔

پھر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے حوالہ سے یہ تاویل نقل فرمائی کہ:

ان روایتوں کو مبنیٰ کہا جاوے، تعددِ جمعہ کے عدمِ جواز پر۔اور جب مفتیٰ بہٖ جوازِ تعدد ہے، تو یہ روایت بھی مفتیٰ بہٖ نہ رہے گی۔

اور فرمایا: ''وھو وجہ وجیہ'' [1]

اور ایک تاویل یہ ذکر فرمائی کہ:

یہ روایت محمول ہے، اس جگہ پر، جہاں حکومتِ اسلامیہ کی طرف سے قاضی وغیرہ مقرر ہو۔

اگر وہاں جمعہ فوت ہوجاوے، تو بدون اذنِ حاکم، دوسرا جمعہ نہیں ہوسکتا۔باقی ہمارے ملک میں چونکہ تقررِ امام کا مدار، تراضیِ مسلمین پر ہے۔اس لیے یہ باقی ماندہ لوگ، کسی کو امام بنا سکتے ہیں، اور جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔

کما قال صاحب الخلاصة. الخ.

غرضیکہ اہلِ مصر کو تنہا تنہا ظہر کا حکم جب ہے کہ جمعہ سے کوئی مانع ہو۔

ویؤید ھذا ما فی العالمگیریة، ونصه: وکره جماعة الظھر لاھل المصر اذا لم یجمعوا المانع(ج ۱ ص ۹۵)

---

[1] ''امداد الاحکام'' کے اندر، درمیان میں ایک اور وجہ بھی مذکور ہے، جس کو مندرجہ بالا فتوے میں شامل نہیں کیا گیا، وہ یہ ہے:
جماعت کے لفظ کو محمول کیا جائے، چار سے کم پر، یعنی دو یا تین آدمی رہ جاویں، تو وہ جمعہ نہیں پڑھ سکتے، بوجہ فوت ہونے، شرطِ جماعت کے، بلکہ تنہا تنہا ظہر پڑھیں، کیونکہ جمعہ کے دن مصر میں ظہر کی جماعت مکروہ ہے۔
ہم نے اپنے مفصل مضمون میں ''امداد الاحکام'' کے اس پورے فتوے کو نقل کر دیا ہے۔محمد رضوان خان۔

پھر چند سطروں کے بعد فرمایا:

یہ دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنا، تو جب کہ چار آدمی جمعہ سے رہ جاویں۔

اور اگر چار سے کم یعنی دو تین آدمی رہ جاویں، تو وہ ظہر پڑھیں، اور الگ الگ پڑھیں، جماعت نہ کریں۔

اس کے بعد ''مجموعۃُ الفتاویٰ'' میں مولانا عبدالحیئ صاحب کا فتویٰ بھی اس تحریرِ مذکور کے مطابق پایا (تفصیل: امدادالاحکام، کتاب الصلاۃ، فصل فی الجمعۃ والعیدین، ج۱ص۷۸۳-۷۸۵، سوال: ۵۵، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی، میں ملاحظہ ہو)

لہٰذا ملک کی موجودہ صورتِ حال میں گھروں کی بیٹھک، یا باہری کمرے میں (شرائطِ جمعہ کی رعایت کے باوجود) جمعہ کی عدمِ صحت پر فقہ کے اس جزئیہ سے استدلال صحیح نہیں۔

اور صحتِ جمعہ کے لیے مسجد کی شرط کسی بھی دلیل سے ثابت نہیں، بلکہ اکابر کے فتاویٰ اس کے برخلاف ہیں (دیکھیے: ''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' ۵: ۱۱۷، مکتبہ دارالعلوم دیوبند۔ ''کفایت المفتی'' ۳: ۲۳۱، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی ''فتاویٰ محمودیہ جدید'' ۸: ۵۳-۵۵، مطبوعہ: ادارہ صدیق، ڈابھیل، وغیرہ)

اور فقہی جزئیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے باب میں مسجد اور غیر مسجد کا فرق نہیں ہے، اور گھر (کی بیٹھک یا باہری کمرہ وغیرہ) میں بھی حسبِ شرائط، جمعہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ شامی میں ''کافی نسفی'' کے حوالے سے ہے:

والإذن العام وهو أن تفتح أبواب الجامع ويؤذن للناس، حتى لو اجتمعت جماعة فى الجامع وأغلقوا الأبواب وجمعوا لم يجز، وكذا السلطان إذا أراد أن يصلى بحشمه فى داره فإن فتح بابها

وأذن للناس إذنا عاما جازت صلاته شهدتها العامة أو لا . الخ

(ردالمحتار، ۳: ۲٦، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ۵ : ۵۳، ت: الفرفور، ط: دمشق، نقلا عن الكافي للنسفي)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ''محیط'' وغیرہ کے حوالے سے ہے:

(ومنها الإذن العام) وهو أن تفتح أبواب الجامع فيؤذن للناس كافة حتى أن جماعة لو اجتمعوا فى الجامع وأغلقوا أبواب المسجد على أنفسهم وجمعوا لم يجز وكذلک السلطان إذا أراد أن يجمع بحشمه فى داره فإن فتح باب الدار وأذن إذنا عاما جازت صلاته شهدها العامة أو لم يشهدوها، كذا فى المحيط ويكره، كذا فى التتارخانية وإن لم يفتح باب الدار وأجلس البوابين عليها لم تجز لهم الجمعة، كذا فى المحيط (الفتاویٰ الهندية ، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر فى صلاة الجمعة، ۱ : ۱۴۸، ط: المطبعة الكبرىٰ الاميرية، بولاق، مصر)

فقط

واللہ تعالیٰ اعلم نعمان سیتاپوری غازی

۱۶/۸/۱۴۴۱ھ=۱۱/۴/۲۰۲۰، شنبہ

الجواب صحیح
محمود حسن بلند شہری غفرلہ
۱۹/۸/۴۱ھ

الجواب صحیح
حبیبُ الرحمٰن عفا اللہ عنہ
۲۱/۸/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح
وقار علی غفرلہ
۲۱/شعبان ۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح
زینُ الاسلام
۲۱/شعبان ۱۴۴۱ھ

(https://www.darulifta-deoband.com/home/ur/Salah-Prayer/178298)

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

اسی دوران جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی کا ایک مفصل فتویٰ بھی نظر سے گزرا، جس میں بحالاتِ موجودہ، جبکہ حکومت کی طرف سے مساجد کے اندر بڑے اجتماع پر پابندی ہے، جمعہ سے متعلق درجِ ذیل حکم بیان کیا گیا ہے:

اور جمعہ کی نماز میں چونکہ مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی ہوں، تو جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی، لہٰذا مسجد کی اذانِ ثانیہ کے بعد (اگر مسجد میں اذان نہ ہو، تو خود اذان دے دیں) امام خطبۂ مسنونہ پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھا دے، چاہے گھر میں ہوں، یا کسی اور جگہ جمع ہو کر پڑھ لیں۔

تاہم جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط موجود ہونے کی صورت میں بغیر عذر کے جمعہ چھوڑ کر ظہر کی نماز پڑھنا گناہ ہے، اور اگر کسی نے ظہر پڑھ ہی لی، تو اس سے وقت کا فریضہ ساقط ہو جائے گا۔

دارالافتاء: جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

تاریخِ اجراء: 12-03-2020

فتویٰ نمبر: 144107200696

(https://darulifta.info/d/banuritown/fatwa/)

مذکورہ فتویٰ حنفیہ کے قواعد کے مطابق اصولی اعتبار سے درست ہے، جس میں کوئی اشکال نہیں، اور ہم نے بھی حنفیہ کا یہی موقف اپنے مضمون میں مدلل انداز میں ذکر کر دیا ہے۔

جامعۃُ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا دوسرا فتویٰ

اس کے علاوہ جامعۃُ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی، کا ایک اور فتویٰ بھی نظر سے گزرا، جس کا سوال و جواب درجِ ذیل ہے:

سوال:......آج کے ماحول میں گھر پر جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں، مکمل ارکان کے ساتھ، جب کہ حکومت کی طرف سے 5 آدمی سے زیادہ کے جماعت پر پابندی ہے؟

جواب:......اگر کسی علاقے میں مساجد میں جمعہ کے اجتماع پر پابندی ہے، تو وہاں کے صحت مند افراد کو چاہیے کہ وہ مساجد کے علاوہ، جہاں چار، یا چار سے زیادہ بالغ مرد جمع ہو سکیں، اور ان لوگوں کی طرف سے دیگر لوگوں کی شرکت کی ممانعت نہ ہو۔ [1]

جمعہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔

شہر، فنائے شہر، یا قصبہ میں جمعہ کی نماز میں چوں کہ مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی ہوں، تو بھی جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی۔

پس اذان دے کر امام خطبۂ مسنونہ پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھا دے، چاہے گھر میں ہوں، یا کسی اور جگہ جمع ہو کر پڑھ لیں۔

عربی خطبہ اگر یاد نہ ہو، تو کوئی خطبہ دیکھ کر پڑھ لیا جائے۔

ورنہ عربی زبان میں حمد و صلاۃ اور قرآنِ پاک کی چند آیات پڑھ کر دونوں خطبے دے دیں (امام کے بیٹھنے کے لیے اگر منبر موجود ہو تو بہتر، ورنہ کرسی پر بیٹھ جائے

---

[1] یہ شرط اذنِ عام کی بناء پر ہے، جس پر ہم اپنے مفصل مضمون میں کلام کر چکے ہیں، نیز اس موضوع پر ہم نے ایک اور مضمون میں بھی تفصیلی کلام کیا ہے۔ محمد رضوان خان۔

اور زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دے، تو بھی جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی)

شہر، فنائے شہر، یا قصبہ میں اگر بالغ مرد چار کی تعداد میں جمع نہ ہو سکیں، تو ظہر کی نماز تنہا پڑھ لیں۔

فقط واللہ اعلم۔

دار الافتاء: جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، بنوری ٹاؤن، کراچی

تاریخِ اجراء: 26-03-2020

فتوی نمبر: 144108200011

(https://darulifta.info/d/banuritown/fatwa/q1Z/)

مذکورہ فتویٰ بھی فقہ حنفی کے اعتبار سے درست ہے، اور اس پر کوئی قابلِ ذکر اشکال نہیں۔

ہمارا بھی شروع سے یہی موقف ہے، جیسا کہ ہم نے اپنے مفصل مضمون میں اس پر مدلل کلام کیا ہے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا تیسرا فتویٰ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی، کا ایک اور فتویٰ بھی نظر سے گزرا، جس کا سوال وجواب درجِ ذیل ہے:

سوال:......حکومت کے موجودہ فیصلے کے بعد (کہ جمعہ اور جماعت چند افراد تک محدود ہوں گے) کیا محلے میں ہر گھر میں، چند افراد جمع ہوکر کسی دِین دار مستقل نمازی کو امام بنا کر جمعہ ادا کرسکتے ہیں؟ کیا یہ جائز ہے، یا ظہر ادا کرنا ہوگی؟

جواب:......اگر کسی ملک میں مساجد بالکلیہ بند ہوں، یا بعض صحت مند افراد کو جمعہ کی نماز میں شرکت سے روک دیا جائے، تو انہیں چاہیے کہ وہ مساجد کے علاوہ جہاں چار، یا چار سے زیادہ بالغ مرد جمع ہوسکیں اور نمازِ جمعہ ادا کرنے والوں کی طرف سے دوسرے لوگوں کی شرکت کی ممانعت نہ ہو، جمعہ قائم کرنے کی کوشش کریں، اگر گھر میں پڑھ رہے ہوں، تو گھر کا مرکزی دروازہ کھلا رکھیں، تاکہ اگر کوئی پڑوسی نماز میں شریک ہونا چاہے، تو شریک ہوسکے۔ [1]

باقی شہر، فنائے شہر یا قصبہ میں جمعہ کی نماز میں چوں کہ مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا امام کے علاوہ کم از کم تین مرد مقتدی ہوں، تو بھی جمعہ کی نماز صحیح ہوجائے گی؛ چناں چہ جمعہ کا وقت ہوجانے کے بعد پہلی اذان دے کر سنتیں ادا کریں، پھر دوسری اذان دی جائے اور امام خطبۂ مسنونہ پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھا دے، چاہے گھر میں ہوں، یا کسی اور جگہ جمع ہوکر پڑھ لیں، عربی خطبہ اگر یاد نہ ہو، تو کوئی خطبہ دیکھ کر پڑھیں، ورنہ عربی زبان میں حمد وصلاۃ اور قرآنِ پاک کی چند آیات پڑھ کر دونوں خطبے دے دیں (امام کے بیٹھنے کے لیے اگر منبر موجود ہو، تو بہتر،

---

[1] یہ شرط اذنِ عام کی شرط کو مؤثر بنانے کے لیے ہے، جیسا کہ گزشتہ فتوے کے ذیل میں گزرا۔ محمد رضوان خان۔

ورنہ کرسی پر بیٹھ جائے اور زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دے، تو بھی جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی۔)

اگر شہر یا فنائے شہر یا قصبہ میں چار بالغ افراد جمع نہ ہوسکیں یا کسی وجہ سے جمعہ قائم نہ ہو سکے تو ظہر کی نماز تنہا پڑھیں۔

نیز جمعے کے خطبہ میں مسنون تو یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالی کی حمد وثناء، درود شریف اور قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ ہوں، لیکن اگر کسی نے خطبۂ جمعہ میں صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ لی، تو بھی جمعہ کا خطبہ ادا ہو جائے گا، کیوں کہ جمعے کے خطبے کا رکن ''ذکر اللہ'' اس میں پایا جاتا ہے۔

(اس کے بعد حوالہ میں کئی عربی عبارات نقل کی گئی ہیں)

دارالافتاء: جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، بنوری ٹاؤن، کراچی

تاریخِ اجراء: 27-03-2020

فتوی نمبر: 144108200111

(https://darulifta.info/d/banuritown/fatwa/q3a/)

اس فتوے میں بھی فقہ حنفی کے لحاظ سے کوئی قابلِ ذکر اشکال نہیں۔

البتہ علامہ ابنِ عابدین شامی نے تصریح کی ہے کہ جب کسی شہر میں ایک سے زیادہ مقامات پر جمعہ کی نمازیں، حسبِ شرائطِ صحتِ جمعہ قائم ہوں، تو پھر دروازہ کھولنا ضروری نہیں، بعض اردو فتاویٰ میں اس کے مطابق، حکم مذکور ہے۔

اور ہم بھی اس کے مطابق رائے رکھتے ہیں، اور گھر کا مرکزی دروازہ کھولنے، یا بیٹھک اور باہری کمرے میں جمعہ پڑھنے کو ضروری قرار نہیں دیتے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا چوتھا فتویٰ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی، کا ایک اور فتویٰ بھی نظر سے گزرا، جس کا سوال وجواب درجِ ذیل ہے:

سوال:...... جمعہ کو دفتر میں ظہر کی نماز جماعت سے ادا کر سکتے ہیں؟

جواب:......شہر، فنائے شہر، اور بڑی بستی میں جس شخص پر جمعہ واجب ہو۔

اس کے لیے جمعہ کی نماز کے بجائے ظہر کی نماز پڑھنا ناجائز اور گناہ ہے۔

اور جس شخص پر جمعہ واجب نہ ہو، یا عذر کی وجہ سے کوئی شخص جمعہ ادا نہ کر سکے، تو اس کے لیے بھی شہر، فنائے شہر، یا قصبہ میں جمعہ کے دن ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

لہٰذا شہر، فنائے شہر، یا بڑی بستی میں اگر جمعہ کے وقت کم از کم چار بالغ مرد موجود ہوں اور ان میں سے کوئی شخص عربی خطبہ پڑھ سکتا ہو (خواہ دیکھ کر پڑھے یا خطبہ کی جگہ قرآنِ مجید کی کوئی سورت، یا آیات پڑھ لے)

اور ان لوگوں کی طرف سے دوسرے لوگوں کو نماز میں شرکت کی ممانعت نہ ہو، تو انہیں جمعہ کی نماز ادا کرنی چاہیے۔

دارالافتاء: جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

تاریخِ اجراء:03-04-2020

فتوی نمبر:144108200562

(https://darulifta.info/d/banuritown/fatwa/qAi/)

یہ فتویٰ بھی باقی فتاویٰ کے مطابق، اور حنفیہ کے اصول وقواعد کے موافق ہے، اور دوسرے لوگوں کو نمازِ جمعہ میں شرکت کی ممانعت نہ ہونے کی قید، اذنِ عام کی شرط کو بروئے کار لانے کے لیے ہے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا پانچواں فتویٰ

اس کے علاوہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی، کا ایک اور فتویٰ بھی نظر سے گزرا، جس کا سوال وجواب درجِ ذیل ہے:

سوال:......جیسا کہ ابھی لاک ڈاؤن کی وجہ سے جمعہ کی نماز اکثر لوگ ادا نہیں کر پا رہے ہیں، تو کیا وہ اپنے گھر میں ظہر با جماعت ادا کر سکتے ہیں؟

جواب:......عام حالات میں بلا عذر گھروں میں جمعہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[1]

البتہ اگر کسی علاقے میں مساجد میں جمعہ کے اجتماع پر پابندی ہے، تو وہاں کے صحت مند افراد کو چاہیے کہ وہ مساجد کے علاوہ کسی ایسی جگہ میں (خواہ گھر یا کوئی اور جگہ) جہاں چار، یا چار سے زیادہ بالغ مرد جمع ہوسکیں اوران لوگوں کی طرف سے دیگر لوگوں کی شرکت کی ممانعت نہ ہو، جمعہ قائم کرنے کی کوشش کریں، جس جگہ نمازِ جمعہ ادا کر رہے ہوں، وہاں کا دروازہ کھلا رکھیں؛ تا کہ اگر کوئی نماز میں شریک ہونا چاہے تو شریک ہو سکے۔

باقی شہر، فنائے شہر یا قصبہ میں جمعہ کی نماز میں چوں کہ مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا امام کے علاوہ کم از کم تین بالغ مرد مقتدی ہوں تو بھی جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی؛ پس جمعہ کا وقت داخل ہونے کے بعد پہلی اذان دی جائے، پھر سنتیں ادا کی جائیں، پھر امام منبر یا کرسی وغیرہ پر بیٹھ جائے، اس کے سامنے دوسری اذان دی جائے، پھر امام کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھ کر دو رکعت نمازِ جمعہ پڑھا دے۔ عربی

---

[1] گھروں میں نمازِ جمعہ کے مکروہ ہونے کا ذکر عام حالات کے اعتبار سے ہے۔ خاص حالات، یا عذر میں، چونکہ کراہت بھی مرتفع ہوجایا کرتی ہے، اس لیے آگے، عذر کی صورت میں اس کا حکم تحریر کیا گیا۔ محمد رضوان خان۔

خطبہ اگر یاد نہ ہو، تو کوئی خطبہ دیکھ کر پڑھ لیا جائے، ورنہ عربی زبان میں حمد وصلاۃ اور قرآنِ پاک کی چند آیات پڑھ کر دونوں خطبے دے دیں۔

مذکورہ شرائط کی موجودگی میں گھر وغیرہ میں جمعہ کی نماز پڑھنا ہی لازم ہے، البتہ شہر، فنائے شہر، یا قصبہ میں اگر بالغ مرد چار کی تعداد میں جمع نہ ہوسکیں، یا ان میں کوئی بھی عربی خطبہ پڑھنے والا نہ ہو (یعنی قرآنی آیات پڑھ کر بھی خطبہ دینے والا کوئی نہ ہو) تو ظہر کی نماز جماعت کے بغیر انفرادی طور پر پڑھنی ہوگی؛ کیوں کہ فقہاءِ کرام نے جمعہ کے دن شہر، فنائے شہر اور قصبہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھنے کو مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے۔

دارالافتاء: جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، بنوری ٹاؤن، کراچی

تاریخِ اجراء:04-04-2020

فتوی نمبر:144108200665

(https://darulifta.info/d/banuritown/fatwa/q9z/)

یہ پانچواں فتویٰ بھی پہلے فتووں میں مذکور موقف ہی کے اصولی اعتبار سے موافق ہے۔

اور جو شخص پنج وقتہ نمازیں پڑھتا ہو، اس کے لیے سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھ کر جمعہ کا خطبہ پڑھنا کوئی مشکل کام نہیں۔

''دارُالعلوم زکریا'' جنوبی افریقہ کا فتویٰ

مورخہ 7/شعبان/1441ھ، کا ''دارُالعلوم زکریا'' جنوبی افریقہ، سے مولانا محمد الیاس شیخ کا تحریر کردہ اور مولانا مفتی رضاء الحق صاحب کا تصدیق فرمودہ ایک فتویٰ، گھروں میں جمعہ کے متعلق نظر سے گزرا، جس میں مرقوم ہے کہ:

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ گھروں میں جمعہ کی نماز درست نہیں ہے، اس وجہ سے کہ اذنِ عام کی شرط مفقود ہے، تو اصل بات یہ ہے کہ گھروں کا دروازہ بند کرنا، یہ حفاظت اور سیکورٹی کی وجہ سے ہے، لوگوں کو نمازِ جمعہ سے روکنے کے لیے نہیں ہے، کیونکہ اگر دروازہ کھلا ہو، تب بھی گھر میں جمعہ کے لیے کوئی نہیں آئے گا، اذنِ عام نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جامع مسجد میں لوگ جمع ہو جائیں، اور دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھ لیں، باقی لوگوں کو اجازت نہ دیں، اور شہر میں کسی اور مقام پر جمعہ بھی قائم نہ ہوتا ہو، تو ان جامع مسجد والوں کی نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ عام اجازت نہیں دی۔

یہ بات گھر میں نہیں ہے، کیونکہ اگر گھر کا دروازہ بند بھی کر لیں، تب بھی کسی کا جمعہ فوت نہیں ہوگا، اس کی نظیر فقہاء کا بیان کردہ مسئلہ ہے کہ اگر قلعہ کا دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھ لیں، جبکہ باہر مساجد میں جمعہ ہو رہا ہو، تو اہلِ قلعہ کا جمعہ صحیح ہے، اور دروازہ بند کرنا انتظامی امور کی وجہ سے ہے، نہ کہ جمعہ سے روکنے کے لیے۔

دلائل کتبِ فقہ سے ملاحظہ فرمائیں:

قال فی الدرالمختار:(و) السابع :(الإذن العام من الإمام، وهو يحصل بفتح أبواب الجامع للواردين كافی فلا يضر غلق باب القلعة لعدو أو لعادة قديمة.

وفى ردالمحتار: والذى يضر إنما هو منع المصلين لا منع العدو ......قلت :وينبغى أن يكون محل النزاع ما إذا كانت لا تقام إلا فى محل واحد، أما لو تعددت فلا لأنه لا يتحقق التفويت كما أفاده التعليل تأمل (الدرالمختار مع ردالمحتار،۲/۱۵۲) وللمزيد راجع:(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص ۵۱۰، قديمى خانه، ومجمع الانهر) ....

دوسری بات یہ ہے کہ اذنِ عام کی شرط کے بارے میں علامہ طحطاوی، علامہ شامی اور علامہ شرنبلالی وغیرہ فقہاء نے فرمایا کہ یہ ظاہرُ الروایۃ میں مرقوم نہیں، نادرُ الروایۃ ہے، اسی وجہ سے امام قدوری اور صاحبِ ہدایۃ نے ذکر نہیں فرمائی، اور ترکِ جمعہ پر احادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، لہٰذا گھروں میں جمعہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

مذکورہ فتویٰ سے گھروں میں جمعہ کا جائز ہونا، اور اذنِ عام کی ایک توجیہ معلوم ہوئی۔
اور جمعہ کے لیے اذنِ عام کے مسئلے پر تفصیلی اور باحوالہ گفتگو، ہم نے اپنے ایک دوسرے مضمون میں کردی ہے، وہاں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ .

محمد رضوان خان

24/شعبان المعظم/1441ھ 18/اپریل/2020 بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان